Lesson 1: Ra'ad (Ayaat 1- 17): Day 3

سُوْرَۃُ الرَّعد کی تفسیر

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٦﴾

یہ لوگ بھلائی سے پہلے برائی کے لیے جلدی مچا رہے ہیں حالانکہ ان سے پہلے (جو لوگ اس روش پر چلے ہیں ان پر خدا کے عذاب کی) عبرت ناک مثالیں گزر چکی ہیں حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب لوگوں کی زیادتیوں کے باوجود ان کے ساتھ چشم پوشی سے کام لیتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تیرا رب سخت سزا دینے والا ہے ۔

یہ کفارِ مکہ کی جرأت ہے، بار بار نبیؐ کو زِچ کرتے تھے کہ قیامت کیوں نہیں آتی، آئے قیامت، ایسے ہی آپ ہمیں ڈراتے رہتے ہیں۔ اُنکی یہ سوچ بتا رہی ہے کہ اُنکو سو فیصد یقین تھا کہ قیامت نہیں آئے گی۔ الْمَثُلٰتُ ، مَثُلَت کی جمع ہے۔ م، ث، ل اسکا روٹ ہے۔ مثل کہتے ہیں ملتی جُلتی چیز۔ یہاں اس سے مُراد ہے پچھلی قوموں کے عذاب ہے۔ مَثُلٰتُ اس لیے کہا کہ جیسا ان کا جُرم تھا ویسی ان کو سزا ملی۔

قومِ لوط کو یاد کر لیجیے۔ پتھر سر سے گھسے اور پرائیویٹ پارٹ سے نکلے کیوں کہ اُن کا جُرم سوچ سے شروع ہوا اور عمل پہ ختم ہوا۔ انکو پچھلی قوموں کی مثالیں پوچھ لیں اُن کے ساتھ کیا ہوا، تو کیا تمہارے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ، اللہ معاف کرنے والا ہے۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ ان کے اتنے مطالبے کہ قیامت کب آئے گی اس کے باوجود اللہ ٹال رہا ہے کیوں کہ ابھی اُس فیصلے کو کرنے کا وقت نہیں آیا۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيۡدُ الۡعِقَابِ، ایسا پیارا رب جو حِلم سے پکڑ تا ہے، تم اُسکو غصہ دلاتے ہو تا کہ وہ تمہیں پکڑے۔ ابھی تک کتنے مطالبے کر چکے ہیں۔ دوبارہ جی اُٹھنے کا مطالبہ، قیامت کی جلدی کا مطالبہ، کائنات کیوں بنی۔ اب اللہ تعالیٰ ان کے ایک اور سوال کا جواب دیتے ہیں۔

وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ اٰيَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ ﴿۷﴾

یہ لوگ جنہوں نے تمہاری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے، کہتے ہیں کہ "اِس شخص پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری؟ تم تو محض خبر دار کر دینے والے ہو، اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے نبی آپؐ کا کام معجزے اور نشانیاں دینا نہیں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مکہ والے آخر کون سی نشانی چاہتے تھے؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ "سٹیٹس" کی نشانی چاہتے تھے۔ آپؐ بہت بڑے گھر سے ہوتے، مال و دولت ہوتی، لوگ آپؐ کے آگے پیچھے ہوتے۔ جن کی نظروں میں دنیا بڑی ہوتی ہے پھر وہ دین داروں میں بھی دنیا ہی کی چیزیں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ آپؐ کے پاس کچھ بھی بڑا نہیں تو ہم آپؐ کو کیسے بڑا مان لیں۔ جیسے آج کے دور میں کوئی بڑا عالم ہے، دین کی کوئی بات کر دے گا تو لوگ کہیں گے کہ "مولوی ہے نا" اور دنیا والے کی چھوٹی سی ڈگری سُنتے ہیں تو دل بیٹھنے لگتا ہے۔ تو کیا پتا چلا کہ لوگ دین دار کو بھی دنیا کے پیمانے سے ناپتے ہیں۔

اللہ کہتا ہے کہ داعیِ دین کے پاس سب سے زیادہ وزن دلیل کا ہوتا ہے۔ ابھی تک جو اللہ کی قدرت کی نشانیاں دیکھیں وہ اس کائنات کے اندر کی تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ ماں کے پیٹ میں کیا ہو رہا ہے وہ بتا کے اپنی بڑائی بیان کر رہے ہیں۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿٨﴾

اللہ ایک ایک حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے جو کچھ اس میں بنتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اس میں کمی یا بیشی ہوتی ہے اس سے بھی وہ باخبر رہتا ہے ہر چیز کے لیے اُس کے ہاں ایک مقدار مقرر رہے۔

مَا ، چھوٹی چیز، اگر مَن ہوتا تو بڑی چیز تھی، یعنی بچہ زندہ بھی ہے کہ نہیں۔ مَا سے پتہ چل رہا ہے کہ ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ مَا غیر عاقل کے لیے آتا ہے۔ تَحْمِلُ حمل سے، وہ بوجھ جس کو خوشی سے اُٹھایا جائے۔ اُنْثٰى کو سمجھ لیجئے، اُردو میں ہم بولتے ہیں موئنث، یہ اُنْثٰى ہے۔ یہ فی میل کے لیے آتا ہے۔ انسان اور جانور دونوں کی فی میل۔ اس آیت کو پڑھ کے تو لگتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کہتے ہیں کہ ماں کو خود بھی نہیں پتہ کہ اُس کے پیٹ میں کیا ہے، بیٹا ہے، بیٹی ہے۔ انسان اسباب استعمال کرتا ہے پھر بھی اُسے غلطی لگ جاتی ہے لیکن اللہ کو سب علم ہے۔

1۔ بچے کا نر، مادہ ہونا، وہ زندہ ہے یا مردہ اللہ کو سب پتا ہے

2۔ وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ اور وہ جانتا ہے کس قدر رحم سُکڑتے ہیں۔ رحم، جس میں بچہ پلتا ہے

3۔وَمَا تَزْدَادُ ؕ، جب بچہ بڑھتا ہے تو اس کے بڑھنے سے کتنی بڑھائی ہوئی، اللہ کو ایک ایک تبدیلی کا پتا ہے۔ کیوں کہ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ہر چیز اُس کے ہاں ایک اندازے کے مطابق کام کر رہی ہے۔

تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ اور تَزْدَادُ پہ بات کر کے دیکھیں کہ اللہ نے آدھی آیت میں کیسی سائنس پڑھا دی۔ لفظ تَغِيْض کو دیکھیں۔ غَضَ یا غِدُ سے۔ غِدَ خُشک ہونے کو کہتے ہیں۔ عربی زبان میں دردِزہ کے لیے یہ لفظ آیا ہے۔ پہلے ماں کے پیٹ میں کیا ہے، کیسا ہے اُسکا اللہ کو پتا ہے، اب جو ماں کے پیٹ میں تبدیلیاں ہو رہی ہیں اُسکا پتا ہے۔ غِدَ سے مُراد وہ جگہ جہاں پانی ٹھہر جائے اور زمین اُسے جذب کر لے۔ ایسے ہی ماں کے رحم میں ایک پانی کی جھلی ہوتی ہے، یہ اُسکی طرف اشارہ ہے۔ماں کے پیٹ میں بچہ جس جھلی میں ہے اُس میں پانی کم ہے یا زیادہ اسکا بھی اللہ کو پتا ہے۔ مفسرین نے اسکی مختلف تفاسیر بیان کیں۔

1۔بچہ ماں کے پیٹ میں بڑھ رہا ہے یا سُکڑ رہا ہے، اللہ کو سب پتا ہے۔

2۔اُنگلیاں پانچ ہیں یا اس سے کم، اللہ کو پتا ہے۔یعنی گروتھ نارمل ہے یا نہیں، اللہ کو پتہ ہے۔

3۔ عجیب الخلقت بچہ ہے یا صحت مند ہے۔

اگر آپ ماں کے پیٹ میں بچے کی شکل دیکھ لیں تو آپکو اپنی یہ شکل بُری نہ لگے۔ اس طرح جلد لٹک رہی ہوتی ہے، جیسے جلی ہوئی جِلد ہو۔ماں کے پیٹ میں بچے پہ ایک ایسی کیفیت آتی ہے کہ اُس کی دُم ہوتی ہے۔ اللہ کو یہ سب پتا ہے۔ اللہ کو پتہ ہے کہ کتنی بیٹے، کتنی بیٹیاں ہوں گی۔ آپ تو فیملی پلاننگ کر لیتے ہیں لیکن جانورں کو کس نے کنٹرول کیا۔ آج اگر ڈائنوسارس ہوتے تو دنیا میں جگہ نہ بچتی، جتنی تیزی سے وہ بڑھ رہے تھے۔ اُنہیں کس نے ختم کیا۔پہلے انسانوں کی تعداد کم تھی تو اللہ نے بڑے

بڑے جانور پیدا کئے لیکن جیسے جیسے انسانوں کی تعداد بڑھتی گئی، یہ جانور کم ہوتے گئے۔ کیا ہم اُس رب سے اپنے آپ کو چھپا سکتے ہیں۔ جسکو ہر چیز کی خبر ہے۔

جسکو رب کی معرفت مل گئی اُسکو کیا ضرورت ہے اتنے ٹیسٹ کروانے کی۔ میں پورے شعور سے کہہ سکتی ہوں کہ آج ہینڈی کیپ بچوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ایک دفعہ اپنا معاملہ رب پہ ڈال کے تو دیکھیں۔ ایک وہ انسان جو بیمار ہے، جس کے ساتھ مسائل چل رہے ہیں، اُسکو ہر وقت چیک اپ کی ضرورت ہے، وہ تو ٹھیک ہوا لیکن ایک صحت مند انسان کو کیا ضرورت ہے۔ ہماری نانی، دادی، ماں نے کون سے ٹیسٹ کروائے تھے۔

انسان جتنا اس جسم کے بُت کو پوجنا شروع کرتا ہے اُتنی پیچیدگیاں بڑھتی ہیں۔ آج ڈاکٹرز نے خود کہہ دیا کہ ماں کو الٹرا ساونڈ سے بچنا چاہیے۔ اس کا بچے پہ اثر پڑتا ہے۔ بی بی سارہ نے کون سے الٹرا ساونڈ کروائے کہ ستر سال میں اُنہیں بچے مل گئے۔ اللہ نے بچے نہیں دیئے تو سکون سے بیٹھیں اور اگر دیئے ہیں تو اُن کو سنبھالیں۔ ہر وقت فطرت کو گڑبڑ کرنے کے چکر میں رہتے ہیں۔ ہم تقدیر کا انکار کر کے صرف اپنے لیے آنسو لیتے ہیں۔ ایک دفعہ ہنس کے کہہ دیں کہ یہ میرے رب کا فیصلہ ہے۔ اللہ معجزے صرف نبیوں کے ساتھ نہیں کرتا۔ اللہ ہر دور میں ہر کام کر سکتا ہے۔ یہ آیت پڑھ کے لگتا ہے کہ اللہ میرے قریب ہے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ﴿٩﴾

وہ پوشیدہ اور ظاہر، ہر چیز کا عالم ہے وہ بزرگ ہے اور ہر حال میں بالاتر رہنے والا ہے۔

اس آیت میں کوئی حکم، کوئی شریعت، کوئی کائنات کی بات، پچھلی قوموں کی بات، کچھ بھی نہیں ہے۔ اس میں صرف اور صرف میرے رب کے چار نام ہیں۔ اگر ان چاروں ناموں کی تفصیل سُن لیں تو یہ اپنا لگے گا۔ جسکو ہم جانتے نہیں، اُسکی اہمیت بھی نہیں پتا ہوتی۔ اس لیے انسان اپنے آپ کی فکر کرے۔

سَوَآءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾

تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ، اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو، اس کے لیے سب یکساں ہیں ۔

یعنی تم اللہ کو کچھ بتاؤ یا نہ بتاؤ اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا، سب ایک برابر ہیں۔ یہاں رحم والی بات پوری ہوئی ہے۔ اللہ کے لیے کیا برابر ہے۔ تم کچھ چھُپاو، چُپکے سے کچھ مانگو، سب اُسکو پتا ہے اور اگر اونچی آواز میں پُکارو تب بھی اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا، وہ سب جانتا ہے۔ رات کو اگر کوئی کیڑا رینگتا ہے، اُسکا بھی پتا ہے۔ تم راتوں کو گھروں میں ہو یا باہر ہو، اُسے سب خبر ہے۔ وہ رب جو یہ سب جانتا ہے تو کیا وہ میرے اور آپ کے دل میں کیا ہے نہیں جانتا۔ میرے دل کی تڑپ، طلب، بے حسی کیا اُسکو اسکا نہیں پتا۔ تَغِيضُ الْأَرْحَامُ پہ چند باتیں نوٹ کر لیں۔ مفسرین کی باتوں کو جمع کریں تو کیا بنے گا۔

1۔ رحم کی مدت، یعنی بچہ نو ماہ دس دن کا ہی رہے گا یا سات ماہ کا پیدا ہو گا، اللہ کو پتا ہے۔

2۔ پیدائش کا وقت کب آئے گا، اللہ کو پتا ہے۔

3۔ پیدائش کے وقت بچے کا حُجم کیا ہو گا، اللہ کو پتا ہے۔

4۔ تخلیق میں کیا کمی رہ گئی ہے۔ کوئی عضو ادھورا تو نہیں، اللہ کو پتا ہے۔

5۔ رحم میں موجود پانی کی مقدار کم یا زیادہ ہے، اللہ کو پتا ہے

اور کچھ کہتے ہیں اس سے مُراد بچے کی پیدائش کے بعد کی بلیڈنگ ہے۔ حیض کی طرف اشارہ ہے۔ جو کچھ بھی ہے اللہ کے کنٹرول میں ہے۔ ماں بچے کو دیکھ سکتی ہے لیکن اپنے رحم کو نہیں دیکھ سکتی لیکن اللہ بچے کو اور اُس کے اندر کو بھی دیکھ سکتا ہے۔ اب اللہ دوبارہ کائنات کی طرف لے کے جاتا ہے۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۤءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

ہر شخص کے آگے اور پیچھے اس کے مقرر کیے ہوئے نگراں لگے ہوئے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا فیصلہ کر لے تو پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی، نہ اللہ کے مقابلے میں ایسی قوم کا کوئی حامی و مددگار ہو سکتا ہے ۔

اب آپکا اور میرا حفاظتی نظام۔ ہر انسان کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کچھ چوکیدار رکھے ہوئے ہیں۔ یہ وہی بات ہے جو پیچھے سورۃ انعام آیت 61 میں ہم پڑھ چکے۔ کہ اللہ تمہارے اوپر تمہارے محافظ بھیجتا ہے۔ یہ فرشتے ہیں۔ مُعَقِّبٰتٌ اس سے مُراد باری باری سے روز و شب آنے والے فرشتے ہیں۔ وہ فرشتے جو اپنی ڈیوٹی چینج ہونے پہ آتے ہیں۔ فجر سے عصر، عصر سے پھر فجر تک ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک آنکھ کی حفاظت کے لیے سات فرشتے ہیں۔ کبھی بچے کو

چوٹ لگے توماں کی جان نکل جاتی ہے، پھر جب دیکھتی ہے تو کہتی ہے بالکل آنکھ کے نیچے چوٹ لگی ہے، آنکھ بچ گئی۔ اسکی وجہ وہ فرشتے ہیں، اُنہوں نے وہ چوٹ نیچے کر دی۔ (سبحان اللہ)۔

سورۃ انفطار میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتے ہیں وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰفِظِيۡنَۙ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَۙ ﴿۱۱﴾ يَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾ بے شک تمہارے اوپر محافظ ہیں۔ سورۃ طارق میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ اور ایک وقت آخری وقت آئے گا کہ آخری فرشتہ آئے گا اور اللہ کے اَمر کو بتادے گا، اور وہ موت کا فرشتہ ہو گا جو ہمارے اوپر مسلط ہے۔

اپنے اوپر لے کی دیکھیں کہ آج میں ہوں، اور میرے نہ ہونے میں کتنی دیر ہے۔ اللہ کے ایک امر کی۔ کوئی بندہ جو ابھی تک ہمارے ساتھ تھا، اب نہیں ہے۔ اُنکی آواز، تصویر کوئی وڈیو کی صورت میں یادرہ جاتی ہے لیکن ہم جانے والے کا احساس کھو دیتے ہیں۔ سب ختم ہو جاتا ہے اور ہم اللہ کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دینے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرشتے تو حفاظت کر ہی رہے ہیں لیکن جس نے اپنے اعمال کی حفاظت کر لی اللہ اُس کی مدد کرے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ اسکو آپ نے مولانا حالی کے شعر میں کئی دفعہ سُنا ہے

خُدا نے اُس قوم کی حالت نہیں بدلی -- نہ ہو جسے خیال خود آپ اپنی حالت بدلنے کا

تم اپنی حالت نہیں بدلو گے تو تمہارے حالات نہیں بدلیں گے۔"حالت" بندے کا اندر، نیک ہے یا بد ہے، اطاعت میں جی رہا ہے یا نافرمانی میں

"حالات" انسان کا ظاہر، صحت ہے کہ بیماری ہے، دولت مند ہے یا غریب ہے، لوگوں کی نظروں میں معتبر ہے یا نہیں۔

یہ آیت اُمت کے لیے بھی ہے، قوموں کے لیے بھی ہے۔ قوموں کے لیے اللہ کا یہی اصول ہے کہ جب تک وہ اپنی حالت نہیں بدلتیں، اللہ اُن کی حالت نہیں بدلتا۔ مَرَدَّ کے روٹ ورڈ میں مہ نہیں آئے گی۔ ر، د ہے۔ جب قومیں اپنی حالت، طور طریقے نہیں بدلتیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے حالات نہیں بدلتا۔

پیچھے فرشتوں کے لکھنے کا ذکر آیا تو ایک حدیث آتی ہے، ابو ہُریرہ روایت کرتے ہیں کہ تمہارے فرشتے فجر اور عصر کے وقت شفٹ بدلتے ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کو کس حالتے میں چھوڑا۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب ہم گئے تو فجر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اب آئے ہیں تو عصر کی نماز پڑھ رہا ہے۔ (فرشتے چونکہ اوّل وقت میں جاتے ہیں تو گواہی بھی اُسی کی ہو گی جو اوّل وقت میں پڑھے گا)۔ یہی گواہی شام کے فرشتے بھی دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اچھا تم گواہ رہنا کہ ان کے بیچ کے گناہ میں نے معاف کر دیئے۔

ہم عصر پانچ بجے کی بجائے آٹھ بجے پڑھیں، فرشتہ تو پانچ بجے چلا گیا۔ وہ تو یہ گواہی نہیں دے گا۔ اس لیے نماز وقت پہ پڑھیں۔ اسی طرح مسند احمد اور مسلم کی روایت ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے سامنے ایک فرشتہ اور ایک جن ہوتا ہے یعنی شیطان۔ کہا اللہ کے نبیؐ کیا آپؐ کے ساتھ بھی ہے، کہا ہاں میرے ساتھ بھی ہے لیکن میرا شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے اور وہ مجھے نیکی کے علاوہ کوئی اور حکم نہیں دیتا۔

ہم سب کے ارد گرد فرشتے بھی ہین اور جن بھی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ ہم سب کو جن چمٹے ہوئے ہیں۔ ان سے چھٹکارا پانے کے لیے اچھے کام کرنے پڑیں گے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا کہہ کے بتا دیا کہ اب تم اپنے اعمال کی فکر کرو۔

اگر ہمیں صرف اس ایک آیت کا یقین آ جائے تو ہم چغلیاں، غیبتیں، غلط کام سب چھوڑ دیں۔ یہاں قوم سے مُراد نیشن ہے۔ اللہ کے ہاں انفرادی حساب فرق ہے اور ایک اجتماعی ماحول میں حساب فرق ہے۔

آپکا بچہ ٹیوشن پڑھتا ہے تو اگر بچہ حاضر ہے تو کلاس ہو گی ورنہ نہیں ہو گی اور اسی طرح پڑھائی کا طریقہ بھی مختلف ہو گا اور ایک پوری کلاس پڑھے تو اُس کا حساب اور ہو گا۔ ہر بندے کے ساتھ الگ معاملہ اُس کی ذات پہ مبنی ہے، اُس پہ ہم بات نہیں کریں گے۔ یہاں بات قوموں کے معاملے کی ہو رہی ہے۔ آپ اپنے آپ کو لیجیے۔ اس میں عروج کا ایک فارمولا ہے۔ مسلمان ایک قوم ہے۔ اللہ قوم کی حالت اُس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے اعمال ٹھیک نہ کرے اور قوم افراد سے مل کے بنتی ہے۔

تو کیا پتا چلا کہ جب ایک ایک فرد اپنی اصلاح شروع کرتا ہے تو قوم بدل جاتی ہے اور جب قوم بدل جاتی ہے تو اللہ اُنکی حالت بدل دیتے ہیں۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر -- ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

آپ اور میں اس وقت اُمتِ مسلمہ کی تقدیر کو پکڑے ہوئے ہیں۔

جب بھی ذہن میں کوئی مستی آئے تو یہ آیت سوچ لیں کہ پھر میری وجہ سے سب رُسوا ہوں گے۔
جب سب مل کے کام اور کوشش کریں گے پھر فائدہ ہو گا۔

فطرت افراد سے اغماز بھی کرلیتی ہے -- مگر کرتی نہیں قوموں کو معاف

یعنی انفرادی طور پر اللہ سب کو معاف کر دیتا ہے۔ اغماز کا مطلب اعراض کرنا ہے۔ اجتماعی غلطیوں کی سزا کئی نسلوں کو بھگتنا پڑتی ہے۔ آج بھی بہت سارے لوگ انفرادی طور پر بہت نیک ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکٰوۃ سب ہے لیکن اگر اجتماعی طور پر دیکھا جائے تو اُمتِ مسلمہ کی حالت اللہ کے ہاں اپنے مقام کی خبر دیتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں۔ ہم سوچیں کہ کیا میری کسی غلطی سے تو مسلمانوں پہ الزام نہیں لگ رہے۔ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ، تو اُمتِ مسلمہ کیا کرے؟ پہلے دیکھتے ہیں کہ جو قومیں عروج رکھتی ہیں اُن کے کیا فارمولے ہیں۔

1۔ محنت، ہم مسلمان بھی محنت کریں۔

2۔ کمٹمنٹ کر کے نبھانا۔ وعدے پورے کریں

3۔ تعلیم کا ضروری ہونا، یہاں بچوں کو گھروں میں رکھنا جُرم ہے۔

4۔ ریسرچ، ترقی یافتہ قومیں ریسرچ کرتی ہیں۔

5۔ ایجادات، آج کل نئی نئی چیزیں ایجاد ہو رہی ہیں۔

6۔ ثبوت کی بنیاد پر انصاف، یہاں یہ مل جاتا ہے۔

7۔لوگوں کی بھلائی کے لیے پیسہ لگتا ہے۔ ہسپتال، اسکول عام ہیں۔ اور سب سے بڑی بات کہ یہ قومیں آرگنائزڈ (منظّم) ہیں۔ وقت کی پابند ہیں۔

یہ بڑا ناپا تُلا کھاتے ہیں۔ صرف ویک اینڈ پہ ان کے ہاں اہتمام سے کھانا بنتا ہے۔ ان کے چولہے بہت کم جلتے ہیں اور ہمارے بند ہی نہیں ہوتے۔ ہم عیش پوش لوگ ہیں اور حدیث میں آتا ہے کہ مومن عیش پوش نہیں ہوتا۔ کل ہم بھی ایسے ہی تھے، تبھی عروج پہ تھے۔

زوال پرست قومیں ڈسپلنڈ (منظّم) نہیں ہوتیں۔ اصولوں کو پسند نہیں کرتیں، سُستی، کاہلی، سب کی اپنی مرضی، جس کا جو دل چاہتا ہے کرتا پھرتا ہے۔ محنتی ہونے کو بیوقوفی کہتے ہیں، خود غرضی کو پسند کرتے ہیں۔ اگر کوئی اصول کو مان لے تو کہتے ہیں بیوقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ کہتے ہیں تم وہ تبدیلی بن جاؤ جو دوسروں میں دیکھنا چاہتے ہو۔ اگر اُمت کا بہت درد آپ کے دل میں ہو تو آپ اس آیت کا درد محسوس کرسکتے ہیں، ورنہ نہیں۔ آج ہمیں اپنے آپ کو اُمتِ مسلمہ کے فرد کی حیثیت سے دیکھنا ہے۔

آج سے عہد کریں کہ اپنے اندر اگر تبدیلی لے آؤں تو اُمتِ مسلمہ کا کتنا فائدہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔

یہ اللہ کا قانون ہے کہ جب لوگ اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے تو نعمتیں چھنتی ہیں۔